فکر و نظر.........اسلام آباد   جلد:٦٠   شمارہ: ٣   (جنوری–مارچ ٢٠٢٣ء)
DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v60i3.1915

معاجمِ عربیہ کا تاریخی ارتقا اور فن تخریج الحدیث میں معاجمِ اطراف الحدیث کی اہمیت: "تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف" کا اختصاصی مطالعہ

محمد سمیع اللہ ۞

Historical Evolution of Arabic lexicons and significance of *Atrāf-'l-Ḥadīth* in the Science of *takhrīj-'l-Ḥadīth*: case study of *"Toḥfat-'l-Ashrāf bi M'arifati 'l Atrāf"*

Muhammad Samiullah۞

Abstract: *Takhrīj 'l Ḥadīth*" (Expurgation) means the act of extracting from books a Ḥadīth (Tradition) along with its narrations and making it an object of criticism /discussion. *Takhrīj* is also a guidance that describes the presence of a particular Ḥadīth in original sources and mentions its chain of transmission as well as narrates, if it is required in reliability of that Ḥadīth. Whereas "*Tarf 'l Ḥadīth*" means narrating a piece of Ḥadīth that connotes the whole *Ḥadīth*. This terminology is exclusively associated with *Takhrīj 'l Ḥadīth*. The "*Atraf 'l Ḥadīth*" is the referral book of *Aḥadīth* in which the author mentions a well-known portion of *Ḥadīth* and sometimes he brings a word or sentence alphabetically to refer the body of text from same *Ḥadīth*. It maks easy to complete the chain of transmission of the *Ḥadīth*. Moreover, the author also mentions the complete referral books in which that particular *Ḥadīth* is narrated. The "*Kutub'l faharis*" (Books of Indexes) are also guide to make easy indexes of *Aḥadīth* by which the particular *Ḥadīth* may be searched from the original sources of *Aḥadīth*. This article deals with the fundamentals of the art of "*Atarāf 'l Ḥadīth*" as well as introduction and methodological study of "*Toḥfat-'l-Ashrāf bi M'arifati 'l Atrāf*" that is most important book on this topic written by Hafiz ul Muzzi, the famous Syrian scholar of *Ḥadīth* sciences in 8th century Hijrah.
Key words: *Arabic lexicons, takhrīj 'l Ḥadīth, Ḥadīth expurgation, atarāf 'l Ḥadīth, Tohfa-tul-Ashraf*

۞ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونی ورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور۔

۞ Associate Professor, Department of Islamic Thought & Civilization, Univesity of Mangamment and Technoloby, Lahore. (muhammad.samiullah@umt.edu.pk)

Summary of the Article

The development of Arabic as a cultural and scientific language in the Muslim world during the Middle Ages, along with the rapid development of Arabic literature and the diversity of Arabic dialects, contributed to the early emergence of Arabic lexicography and its prosperity for centuries. The term "Arabic linguistics" encompasses many branches, such as phonetics, morphology, syntax, semantics, and pragmatics. However, one of the most significant branches of Arabic linguistics is lexicography. Arabic lexicography is the discipline that deals with the study of Arabic vocabulary, its origin, meanings, and applications. It is a vast field of study that has been influential in the development of Arabic culture and society.

Arabic lexicography began to emerge in the early Islamic period, when the need arose to understand the meanings of the words and expressions found in the Qur'an and the *Ḥadīth*. *Takhrīj 'l Ḥadīth*, or *Ḥadīth* expurgation, is the act of extracting a *Ḥadīth* from books, along with its narrations, and then making it the subject of criticism and discussion. A Muḥaddith (*Ḥadīth* scholar) extracts a *Ḥadīth* from these collections with the chain of transmission of his own narrations by his teachers' or his contemporaries'.

The term "*tarf'l Ḥadīth*" is an exclusively associated with *Takhrīj 'l Ḥadīth*. The art of *Atarf'l Ḥadīth* is fundamental scienc in *Ḥadīth* studies. It is a critical tool that enables *Ḥadīth* scholars to identify the sources of *Ḥadīth*, study its chain of narrators, and understand its meanings and applications. One of the most important books on this topic is "***Toḥfat-'l-Ashrāf bi M'arifati 'l Atrāf*** " written by Hafiz ul Muzzi, the famous Syrian scholar of *Ḥadīth* sciences in ۸th Hijrah. The book provides a comprehensive introduction and methodological study of *atrāf 'l Ḥadīth*. It is an essential reference for any *Ḥadīth* scholar or student interested in the study of Islamic law and theology.

In conclusion, the emergence of Arabic lexicography as a branch of Arabic linguistics led to the rapid development of Arabic literature and the diversity of Arabic dialects. The art of *atrāf 'l Ḥadīth*, along with *Takhrīj 'l Ḥadīth*, is an important aspect of Arabic lexicography, and the book ***Toḥfat-'l-Ashrāf bi M'arifati 'l Atrāf*** by Hafiz ul Muzzi is considered one of the most important references ont only in *l Ḥadīth* sciences but also in onther Islamic schiences.

یہ اسلامی علوم وفنون کا امتیاز ہے کہ ان کی تدوین وترقیم کا نظام اِس منظم انداز میں انجام دیا گیا کہ جہاں علوم کے مصادرِ اصلیہ کے متون محفوظ ہوئے، وہیں ان سے متعلق تشریحات وتعلیقات بھی محفوظ ہوئیں، نیز کسی ایک فن میں اشارہ جاتی نظام اس طرح سے وضع کیا گیا کہ آنے والی نسلیں اپنے لیے ہر لحاظ سے آسانی محسوس کر سکیں۔ ایسی ہی خدمت علوم الحدیث سے وابستہ سعادت مند ماہرین نے سرانجام دی جنھوں نے احادیث کی تخریج و

تعلیق کا نظام وضع کیا؛ کہ جس میں کسی بھی حدیث کی درایت وروایت کی ایک ایک جزئی سے متعلق منتشر مواد کو یک جا کر دیا گیا جس کی روشنی میں اس کی صحت وضعف کا اندازہ آسان ہو۔ مزید براں کوئی حدیث کسی ایک مصدر کے بجائے دیگر مصادر میں مذکور ہو تو اس کا حوالہ بھی نقل کر دیا جائے۔

تخریج کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

'تخریج' کے لغوی معنیٰ میں تین اقوال پائے جاتے ہیں:-

اول: اجتماع أمرين متضادين في شيء واحد؛رأض مخرّجة أي نبتها في مكان دون مكان.[1] (یعنی دو بہ ظاہر غیر موافق امور کا ایک جگہ جمع ہونا)۔

دوم: "استنباط" جیسا کہ علامہ الجوہری نے **الصحاح** میں لکھا ہے کہ الاستخراج کالاستنباط، وقال في القاموس: الاستخراج والاختراج أي الاستنباط.[2] (استنباط اور استخراج ہم معنیٰ ہیں)۔

سوم: "التدریب والتوجیہ"۔[3]

جب کہ اصطلاحاً تخریج الحدیث کی درجِ ذیل تعریف کی جاتی ہے:

إخراج الحديث من بطون الكتب وروايتها والكلام عليها وعزوها لمن رواها. إخراج المحدث الأحاديث من بطون الأجزاء والمشيخات والكتب ونحوها، وسياقها من مرويات نفسه أو بعض شيوخه أو أقرانه أو نحو ذلک، والكلام عليها وعزوها لمن رواها من أصحاب الكتب والدواوين.[4]

([تخریج الحدیث سے مراد] کتب سے حدیث اور اس کی روایات کو نکالنا اور اس کے بارے میں کلام کرنا۔ ایک محدث

۱۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۱۹۸۸ء) ۲: ۲۴۹–۲۵۰۔

۲۔ ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری، **الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**، ت: احمد عبدالغفور عطار (بیروت: دار العلم للملايين، ۱۹۸۷ء)، ۱: ۳۰۹۔

۳۔ مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، **القاموس المحيط**، ت: مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة (بیروت: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، ۲۰۰۵ء)، ۲۳۷– ۲۳۸۔

۴۔ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، **فتح المغيث بشرح ألفية الحديث للعراقي**، ت: علی حسین علی (مصر: مكتبة السنة، ۲۰۰۳ء)، ۲: ۲۱۹۔

انھی مصنفاتِ حدیث، اپنے شیوخ اور کتب سے حدیث کو نکالتا ہے اور ذاتی یا اپنے بعض اساتذہ یا ہم عصر افراد کی روایات کی سند نقل کرتا ہے۔ اس پر بحث کرتا، اسے روایت کرنے والے مصنفین اور مدوّنین کے حالات سے آگاہی دیتا ہے۔)

ڈاکٹر الطحان کے نزدیک: "التخريج هو الدلالة على موضع الحديث في مصادره الأصلية التي أخرجته بسنده ثم بيان مرتبته عند الحاجة."[۵] (تخریج سے مراد ایسی راہ نمائی ہے جو مصادرِ اصلیہ میں حدیث کی موجودگی کو بیان کرے جس کے تحت اس حدیث کو اس کی سند سمیت ذکر کیا جائے اور بوقتِ ضرورت اس حدیث کے درجہ و مرتبہ کو بھی بیان کر دیا جائے۔)

حدیثِ رسول ﷺ کی تخریج کے مختلف طریقے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱. اطراف کے لحاظ سے تخریج یا سندِ حدیث کے ابتدائی راوی کے تعارف پر تخریج کی جاتی ہے۔
۲. حروفِ معجم کی ترتیب پر اوائل حدیث یعنی متنِ حدیث کے پہلے لفظ کے اعتبار سے تخریج۔
۳. متنِ حدیث میں سے کسی بھی معروف لفظ پر بناء کرتے ہوئے تخریج۔
۴. متن کے بجائے موضوعِ حدیث کے تعارف کے لحاظ سے تخریج۔
۵. حدیث کی نوعیت کے اعتبار سے تخریج۔

معاجم کی خواہش انسانی مزاج کا ایک خاصہ ہے جس کی اہمیت ہر مہذب اور ترقی کی خواہش مند قوم میں رہی؛ کیوں کہ اہل عرب گو کہ علمی روایت کے امین تھے تاہم قبل از اسلام، یہ محض حفظ و حافظہ تک محدود تھی اور اس ضمن میں علوم و لغت کی تدوین، تصنیف و تالیف کا مزاج ان کے ہاں معدوم تھا۔ اس لیے معاجم کی ترتیب اور تالیف کے لحاظ سے دیگر اقوامِ عالم ان پر سبقت رکھتی ہیں۔ تاریخی طور پر، بابلی، آشورائی، یونانی، چینی اور ہندو تہذیبوں میں، عربوں سے کئی صدیاں قبل معاجم کا وجود ملتا ہے۔

معاجم کے تدوینی ادوار

معاجم کے تدوین کے حوالے سے، ماہرین معاجم کے ہاں کچھ کمی بیشی کے ساتھ بنیادی طور پر تین ادوار ہیں، جنھیں احمد امین نے تفصیلاً ذکر کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱. پہلے مرحلے میں متفق علیہ کلمات کو جمع کیا گیا۔ کوئی بھی مؤلفِ معجم، کسی کلمے کی خاطر دور دراز علاقوں کا سفر کرتا اور مثلاً 'مطر' یا 'سیف' کے لیے بولے جانے والے جتنے الفاظ و مفاہیم سنتا، انھیں غیر مرتب

۵- محمود الطحان، **أصول التخريج ودراسة الأسانيد** (قاہرہ: مكتبة المعارف، ۱۹۹۶ء)، ۱۰۔

درج کر لیتا۔ جیسے محدثین کے ہاں بھی تدوینِ حدیث کی اولین صورت یہی تھی کہ ایک محدث نے وضو، بیع یا میراث پر کسی سے حدیث سنی تو اسے غیر مرتب طور پر اپنے ہاں درج کر لیا۔

۲. دوسرے مرحلے میں اس میں یہ اضافہ ہوا کہ ایک ہی موضوع کے الفاظ کو ایک ہی جگہ جمع کیا جانے لگا۔ ابوزید کی ایک کتاب **المطر**، اصمعی کے رسائل **النخل**، **الإبل** وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔

۳. تیسرے مرحلے میں، ایسی معاجم کا وجود ملتا ہے جس میں عربی کلمات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کیا جانے لگا کہ تلاش کرنے والا اس کے معنی اور مترادفات تک رسائی حاصل کر سکے۔ اس ضمن میں پہلی کاوش امام خلیل بن احمد الفراہیدی کی طرف منسوب ہے۔[۶]

اہل عرب کے ہاں مفردات کے معانی کی وضاحت کی خاطر، معجم کو ترتیب دینے کی خواہش اور فکر ہمیں، نزولِ قرآن کے فوراً بعد نظر آتی ہے۔ جب اشاعتِ قرآن کا دائرہ غیر عرب اقوام تک وسیع ہوا تو اس کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ اس ضمن میں پہلی کوشش خود جناب نبی کریم ﷺ کی ان وضاحتی بیانات کو حاصل ہے جو آپ ﷺ الفاظِ قرآنی یا اپنے کہے ہوئے مشکل الفاظ کی تشریح کی خاطر فرماتے تھے اور بعض صحابہ کرام اس کو لکھ کر محفوظ کر لیتے جو بعد ازاں ذخیرۂ حدیث کی صورت میں ہم تک پہنچا۔ دیگر کئی مثالوں کے باوصف ایک مناسب ترین مثال یہ روایت ہے:

وعن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلسا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقا وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفيهقون قالوا يا رسول الله قد علمنا الثرثارون والمتشدقون فما المتفيهقون ؟ قال المتكبرون رواه الترمذي وقال حديث حسن.[۷]

(حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزِ قیامت میری مجلس میں تم میں سے مجھے محبوب اور قریب ترین وہ شخص ہو گا جو اخلاق میں تم میں سے بہترین ہو، اور روزِ قیامت مجھے سب سے مبغوض اور مجھ سے دور ترین وہ لوگ ہوں گے جو باتونی، لوگوں پر اپنی باتوں کا رعب جمانے والے اور متفیھقون ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم ثرثار اور متشدق کے بارے میں تو جانتے ہیں، لیکن یہ متفیھقون کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب

---

۶ – احمد امین، **ضحی الإسلام** (مصر:الهيئة المصرية العامة للكتاب،۱۹۹۷ء)، ۲: ۱۹۸– ۲۰۰۔

۷– محمد بن عیسیٰ الترمذی، **سنن الترمذي**،ت: بشار عواد معروف، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في معالي الأخلاق ... وت: دار الغرب الإسلامي،۱۹۹۸ء)،رقم: ۲۰۱۸۔

دیا کہ "المتکبرون" یعنی تکبر کرنے والے۔)

مذکورہ بالا روایت سے اندازہ لگانا آسان ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنی گفت گو میں مستعمل کئی الفاظ کی آسان الفاظ میں تشریح فرماتے۔ یہی کسی بھی معجم کا مقصد اور اسلوب ہوتا ہے جو ہمیں دورِ اسلام میں آپ ﷺ کے دور میں ملتا ہے گو کہ یہ معجماتی توضیحات کسی کتاب یا باقاعدہ معجم کی صورت میں نہ تھیں۔ جب کہ دورِ صحابہ میں، حضرت عبداللہ ابن عباس کی طرف منسوب **رسالة غريب القرآن** کو اولین عربی معجم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔[۸]

دورِ صحابہ کے بعد تالیفِ معاجم، نشوو ارتقا کے کئی مراحل سے گزر تک آج ہم تک پہنچی ہے۔

معاجمِ عربی کے منہجی ادوار

طلبہ تحقیق کی آسانی کی خاطر معاجم کے ادوار کو منہجی اعتبار سے اس طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے:[۹]

- **مدرسۃ العینیہ** معاجم کا وہ اولین دور ہے جس میں کلمات و مفردات کو حروفِ تہجی کے بجائے ان کے مخارج کے اعتبار سے درج کیا گیا جس کی بنیاد الخلیل بن احمد الفراہیدی نے اپنی **کتاب العین** سے رکھی۔ الفاظِ عربی کو مخارج کی بنیاد پر جمع کرنے کے چھ اصول؛ مخارج، اَبنیت، تقالیب، وغیرہ پیش نظر رکھے گئے۔ ابو علی القالی اسماعیل بن قاسم (م۳۵۶ھ) کی **البارع في اللغة**، اسی طرح ابو منصور الازہری (م۳۷۰ھ) کی **تهذيب اللغة**؛ ابن سیدہ (۴۵۸ھ) کی **المحكم والمحيط** اسی مدرسۃ العین کی نمائندہ معاجم ہیں۔
- **مدرسۃ الجمہرۃ**: ابن درید ازدی (م۳۲۱ھ) کی **الجمهرة** کے منہج نے اس دوسرے مدرسۂ فکر کی بنیاد رکھی جس میں الخلیل کی مروج ترتیبِ مخارج کے بجائے مفردات کی صحت و ضعف پر بنیاد رکھتے ہوئے ان الفاظ و مفرداتِ عربیہ کو چار اقسام (ثنائی، ثلاثی، رباعی اور خماسی) کے تحت ابواب میں تقسیم کرتے ہوئے الفبائی فصول قائم کر کے ان کی تشریح کی گئی۔
- **مدرسۃ المقاییس**: تالیفِ معاجم کا یہ مدرسۂ فکر ابن فارس (م۳۹۵ھ) کی **مقاييس اللغة** سے شروع

۸۔ حلام الجیلالی، تقنينات التعريف في المعاجم العربية (تیونس: مطبعة اتحاد كتاب العرب، ۲۰۰۹ء)، ۳۳۔

۹ – محمد جابر فیاض العلوانی، "المعاجم العربية"، **مجلة البحوث الإسلامية**، العدد ۱۱، ۲۲۷– ۲۵۹۔

ہوا جس میں حروف ِ کی ترتیبِ صوتی کے برخلاف حروف کی ہجائی ترتیب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر حرف کے لیے ایک کتاب، پھر ترتیب کے ساتھ ابواب اس کے تحت فصول قائم کی گئیں۔

- **مدرسۃ الصحاح:** اس مدرسۂ فکر کی نسبت ابونصر الجوہری(م۳۹۹ھ) کی **تاج اللغة وصحاح العربية** کی طرف ہے جس میں فقط صحیح الفاظِ لغت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ **العباب**، **القاموس المحيط**،**لسان العرب** اور **تاج العروس** اسی مدرسۂ فکر کی مثالیں ہیں جس کی ترتیب یہ ہے کہ اس میں الفاظ کی انتہائی حرف کی بنیاد پر ترتیب قائم کی جاتی ہے۔
- **مدرسۃ الاساس:** کے اس مدرسۂ فکر کی بنیاد زمخشری(م۵۳۸ھ) کی **أساس البلاغة** ہے جس میں حروف کی الف بائی ترتیب کو مفردات کے حروف پر منطبق کیا جاتا ہے۔**محيط المحيط**، پطرس لبنانی(م۱۸۸۳ م) کی، سعید الشرتونی (م۱۹۱۲ء) کی **أقرب الموارد**،لویس المعلوف کی **المنجد** اور **المعجم الوسيط** اسی منہجِ فکر کی مثالیں ہیں۔
- **المدرسۃ الموسوعیۃ:** گذشتہ دوصدیوں سے کسی خاص فن یا علم سے متعلق قدیم وجدید مفردات یا اصطلاحات کو یک جا کرنے اور ان کی شرح وتوضیح کے منہجِ فکر کو 'المدرسۃ الموسوعیۃ' کہا جاتا ہے۔اس کی بنیاد معروف جرمن مستشرق فشر نے اپنی معجم **المعجم اللغوي التاريخي** کی صورت میں رکھی جسے قاہرہ کی مجمع اللغۃ العربیۃ نے شائع کیا۔ بالخصوص حدیث نبوی سے متعلق ایسی معاجم جس میں کسی ایک لفظ کی بنیاد پر احادیث کی تخریج کرتے ہوئے انھیں یک جا کیا گیا وہ فنی اعتبار سے ''اطراف الحدیث'' کہلائیں، تاہم ہم انھیں اسی منہجِ فکر یعنی مدرسۂ موسوعیہ کے تحت ہی شمار کریں گے جس کی نمایاں ترین مثال اے جے ونسنک کی **المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي الشريف** ہے۔

مذکورہ مدارسِ منہج وفکر کی تلخیص ہم یوں کرسکتے ہیں کہ

۱- **معاجم بلحاظِ ترتیبِ ہجائی صوتی:** **العين**، للخليل بن احمد(۱۷۰ھ)--- **تهذيب اللغة**، للازہری (۳۷۰ھ) ---**المحكم**، لابن سیدہ(۴۵۸ھ)

۲- **معاجم بلحاظِ ترتیبِ ہجائی الف بائی بلحاظِ اوائلِ کلمات بعد التجرید:** **أساس البلاغة**، للزمخشری (۵۳۸ھ)،

المصباح المنير، للفيومی(٧٧٠ھ)، اور المعجم الوسیط۔

٣- **بلحاظِ اوئل کلمات بغیر تجرید:** الرائد، لجبران مسعود، القاموس الجدید، علی بن ہادیہ۔

٤- **لحاظِ اواخرِ کلمات بعد التجرید:** الصحاح للجوہری(٣٩٣ھ)، لسان العرب، لابن منظور(٧١١ھ)، القاموس المحیط للفیروزآبادی(٨١٧ھ)، تاج العروس، للزبیدی(١٢٠٥ھ)۔

٥- **بلحاظِ اواخرِ کلمات بغیرِ تجرید:** التفقیة في اللغة، لابی بشر بن الیمان(٢٨٤ھ)

مذکورہ بالا مدارسِ معاجم، اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے مختلف خطوں اور ادوار میں، نمایاں رہے ہیں تاہم معاجم بلحاظِ ترتیبِ ہجائی الف بائی چو آنخ قاری کے لیے زیادہ سہل ہیں، چناں چہ بالخصوص عجم میں انھیں پذیرائی ملی۔

تدوینِ معاجم کے تاریخی ادوار

اگر ہم ہجری صدی کے لحاظ سے، عربی معاجم کی، ایک نمائندہ فہرست مرتب کرنا چاہیں تو وہ یوں ہو گی:

- **پہلی صدی ہجری:** اس میں ہمیں حضرت عبداللہ ابن عباس اور نصر بن عاصم اللیثی کے نام ملتے ہیں۔[١٠]
- **دوسری صدی ہجری:** العین گویا اس لحاظ سے تاریخ معاجم میں پہلی باقاعدہ کوشش تھی جو خلیل بن احمد الفراہیدی نے کی؛ جب کہ لیث بن مظفر الخراسانی نے کتاب العین کی تکمیل کی کیوں کہ **العین** اور **لسان العرب** میں ہمیں لیث بن مظفر کا ذکر بار بار ملتا ہے۔

  اس صدی میں دوسرا معروف نام ابومالک عمرو بن کرکرۃ النویری[١١] کا جس نے **الخیل** اور **النوادر** نامی معاجم ترتیب دیں۔
- **تیسری صدی ہجری:** ابو عمرو اسحاق بن مرّار الشیبانی (م٢٠٦ھ) کی **معجم الجیم** اس صدی میں

١٠- مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، **البلغة في تراجم أئمة النحو واللغة** (دارسعد الدین للطباعة والنشر والتوزیع، ١٤٢١ھ/٢٠٠٠ء)، ٢٩٩۔

١١- ابومالک عمرو بن کرکرہ الاعرابی کا تفصیلی تذکرہ ہمیں **معجم الأدباء** ١٦ : ١٣١، اور **بغیة الوعاة** ٢ : ٢٣٢ میں ملتا ہے۔ الزبیدی کی طبقات کے ص ٧٥ اپر بصری ماہرین لغت کے ذیل میں اس کے بارے میں وضاحت موجود ہے۔

مشہور ہے۔ جسے ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء میں قاہرہ کی الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية نے شائع کیا۔ یہ کتاب ہجائی ترتیب سے مختلف ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا آغاز ہمزہ سے اور اس کا اختتام 'یا' پر ہوتا ہے۔ اس کی وجہِ تسمیہ کے بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، تاہم یہ بھی روایت ہے کہ الخلیل کی **العين** کی طرز پر الشیبانی نے اسے **الجيم** کا نام دیا۔[۱۲]

- **چوتھی صدی ہجری:** مذکورہ صدی کو اگر عربی معاجم کا روشن ترین دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جس دور میں آئندہ لکھی جانے والی جملہ عربی معاجم کے مناہج کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔

اس صدی میں پہلا نام ابو الحسن علی بن الحسن بن الحسین الہُ ۔ ّائی الدوسی (م ۳۰۷ھ) کا ہے جن کا لقب "کراع النمل" ۔ ّئی کی نسبت ہناۃ بن مالک بن فہم الازدی الدوسی کے طرف ہے۔ مصر میں مقیم رہے اور اہلِ کوفہ و بصرہ سے علم اللغۃ حاصل کیا اور لغت و معاجم کو اپنی دل چسپی کا موضوع بناتے ہوئے **المنجد في اللغة** **المنضّد في اللغة** دو معاجم تصنیف کیں جب کہ علمِ لغت پر **غريب اللغة**، **المنتظم** اور **لهجة في اللغة** نامی کتب تصنیف کیں۔ کئی ائمۂ لغت مثلاً صاحبِ **لسان العرب** وغیرہ نے کراع النمل سے روایات لی ہیں، چناں چہ ان کا نام لغتِ اولیٰ کے مصدر کے طور پر جانا جاتا ہے۔[۱۳]

اس صدی میں دوسرا شہرۂ آفاق نام ابو بکر بن درید (م ۳۲۱ھ) کی معجم **الجمهرة في اللغة** کا ہے۔[۱۴] ابو علی القالی (۲۸۸ھ – ۳۵۶ھ)، ابن خالویہ (م ۳۷۰ھ) اور ابو فرج الاصفہانی انھی کے تلامذہ تھے۔ ابن درید نے مقدمے میں اپنی اس معجم کی وجہِ تسمیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے ہر لفظ کے بارے میں جمہور عرب پر اعتماد کیا ہے اور شاذ و نادر آرا سے اجتناب کیا ہے۔ ابن درید کا منہج، الخلیل کی

---

۱۲ – ابو عمرو اسحاق بن مرّار الشیبانی، **الجيم**، ت: ابراہیم الابیاری (قاہرہ: الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية، ۱۹۷۴ء)۔

۱۳ – مصطفیٰ بن عبد اللہ کاتب جلبی، **كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون** (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۲۰۰۷ء)، ۴: ۱۰۱۔

۱۴ – ابو بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی، **جمهرة اللغة**: رمزی منیر بعلبکی (بیروت: دار العلم للملايين، ۱۹۸۷ء)۔

العين سے مختلف ہے[۱۵] کہ اس میں الف بائی نظام الفاظ کی ترتیب پر رکھا گیا ہے۔ ہر باب کا آغاز ایسے حروف سے کیا گیا ہے جس پر اس باب کی بنیاد رکھی گئی ہے پھر اس کے بعد الف بائی ترتیب سے کلمات کی رعایت رکھی گئی ہے۔ موجودہ معاجم کی ترتیب کی بنیاد یہی **الجمهرة** ہے۔ سب سے پہلے یہ کتاب حیدرآباد سے ۱۹۲۶ء میں تین مجلدات میں بڑے سائز میں طبع ہوئی جسے جرمن مستشرق فرٹس کرنکوف (Fritz Johann Heinrich Krenkow) [۱۸۷۲ء–۱۹۵۳ء] نے شائع کیا۔[۱۶]

چوتھی صدی ہجری میں تیسرا بڑا نام نحوی ادیب ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم الفارابی (م۳۵۰ھ/۹۶۱ء) کا ہے۔ مشرقی ترکستان کے علاقے فاراب سے تعلق تھا، بعدازاں یمن منتقل ہوئے اور شہر زبید میں سکونت پذیر رہے۔ ان کی معروف تالیف **دیوان العرب** ہے۔[۱۷] فارابی نے پہلی بار اپنی معجم میں باب میں فصول قائم کیں۔ اس معجم کو چھ حصوں میں منقسم کیا: ۱–السالم، ۲–المضاعف، ۳–المثال ذوات الثلاثہ ، ۵– ذوات الاربعة ۶– . پھر ہر قسم 'اسماء' اور 'افعال' کی دو قسموں پر تقسیم ہے۔ بعدازاں اسی منہج پر کئی معاجم لکھی گئیں، مثلاً ابنِ اُختہ الجوہری کی **الصحاح** اسی طریق پر ہے۔ اسی طرح محمود الکاشغری کی **دیوان لغة الترک** بھی اسی منہج پر ہے۔

چوتھی ہجری کا ایک اور معروف نام ابو علی القالی[۱۸] (م۳۵۴ھ) کی **معجم البارع في اللغة** ہے۔[۱۹] صفات ِ معجم سے مزین ہونے کے باوجود، بہت کم لوگ اس کتاب سے واقف ہیں۔ اس کی

۱۵– الخلیل کی 'العین' میں ترتیب یوں ہے: ض ع ح – ہ – خ غ – ق ك – ج ش ض – ص س ز – ط د ت – ظ ذ ث – ر ل ن – ف ب م – و ا ي – الهمزة.

۱۶– عبدالرحمن بدوی، "کرنکوف (فرتس)، **موسوعة المستشرقين** (موسوعة شبكة المعرفة الريفية، ۲۰۱۱ء)۔

۱۷– ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم بن الحسین الفارابی، **معجم ديوان العرب**، ت: ڈاکٹر احمد مختار عمر (قاہرہ: مؤسسة دار الشعب للصحافة والطباعة والنشر، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء)۔

۱۸– ابو علی اسماعیل بن القاسم بن عید ون بن ہارون بن عیسیٰ بن محمد بن سلمان القالی ۲۸۸ھ میں فرات کے مضافاتی علاقے مناز جرد میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا سلمان، اموی بادشاہ محمد بن عبدالملک بن مروان کے معتمدِ خاص تھے۔ ۳۰۳ھ میں بغداد کے گاؤں 'قالی' میں قیام پذیر ہوئے جس کی نسبت سے 'القالی' مشہور ہوئے۔ قالی نے کئی معروف ِ کتبِ لغت تصنیف

طباعت سے قبل ہی اس کے کئی حصے ضائع بھی ہوئے۔ ابو علی القالی نے اپنے استاد ابن درید کی ترتیب معجم کے برعکس، خلیل بن احمد کی **العین** کی طرز پر اس کی ترتیب رکھی، نیز ابواب بندی میں بھی، سوائے چند حروف کے، اسی کی پیروی کی ہے۔ **البارع في اللغة** کی ترتیب یوں ہے: ہ-ح ع خ غ-ق ک-ض ج ش-ل ر ن-ط د ت-ص ز س-ظ ذ ث-ف ب م-و ا ي۔ یہ معجم بھی چھ ابواب: ۱-ابواب الثنائی المضاعف، ۲- ابواب الثلاثی الصحیح، ۳-الثلاثی المعتل، ۴-ابواب الحواشی والاوشاب، ۵-ابواب الرباعی وانواعہ، ۶-الخماسی وانواعہ پر مبنی ہے۔[20]

چوتھی صدی میں ہی ابو منصور محمد بن احمد الہروی الازہری (م۳۷۰ھ) نے **تهذيب اللغة**[21] رقم کی۔ ابو منصور الہروی ۲۸۲ھ عصرِ عباسی میں، خراسان کے شہر ہرات میں پیدا ہوئے پھر بغداد نقل مکانی کر گئے جہاں **علل القراءات، تفسير أسماء الله عزوجل، تفسير شعر أبي تمام، الزاهر في غرائب الألفاظ التي تستعملها الفقهاء، معاني القراءات** اور **تهذيب اللغة** تصنیف کیں۔ اس معجم کی وجہِ تسمیہ یہ تھی کہ مؤلف کے پیشِ نظر لغتِ عربی کی تہذیب و تنقیح مقصود تھی، خصوصاً اُن افکار و آرا کی تصحیح مطمحِ نظر تھا جو اس سے قبل لکھی گئی کتبِ معاجم میں موجود تھیں۔ ابو منصور

کیں جن میں شعری انتخاب **الأمالي، المقصود والممدود والمهموز، الأمثال، مقاتل الفرسان** اور **تفسير السبع الطوال** مشہور ہیں۔ قرطبہ میں ۷/ جمادی الاولیٰ ۳۵۶ھ کو فوت ہوئے۔[دیکھیے: الزرکلی، **الأعلام** (بیروت: دار العلم للملايين، ۲۰۰۰ء)، ۱: ۱۹۹ نیز دیکھیے: ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر ابن خلکان، **وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۷۲ء)]

۱۹- ابو علی اسماعیل بن القاسم القالی، **البارع في اللغة**، ت: ہشام الطعان (بغداد: مكتبة النهضة، ۱۹۷۵ء)۔

۲۰- یسریٰ عبد الغنی عبد اللہ، البارع لأبي القالي، شبكة الألوكة (۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء)

www.alukah.net/culture54053/0/, accessed on 26.09 2020.

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: علی عبد الخالق فضل، "معجم البارع منهجاً وخصائص: دراسة تحليلية"، **مجلة العلوم و الثقافة: في العلوم الإنسانية و الاقتصادية**، جامعة السودان، ۱۳: ۱ (۲۰۱۲ء)، ۱۱۶-۱۲۸۔

۲۱- ابو منصور محمد بن احمد الہروی الازہری، **تهذيب اللغة**، ت: محمد عوض مرعب (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۲۰۰۱ء)۔

نے اپنی اس معجم میں نظام المخارج کے تحت حرفِ عین سے کتاب کی ابتدا کی ہے اور حروفِ ہجا کے اعتبار سے ابواب بندی کی ہے، نیز ہر باب میں مہمل و مستعمل ہر دو طرح کے الفاظ و مفردات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔[۲۲]

چوتھی صدی ہجری کا ایک اور معروف نام اسماعیل بن حماد الجوہری (م ۳۹۳ھ) کا جو ماہر لغتِ عربی تھے۔ خراسان میں ماوراء النہر کے علاقے فاراب میں پیدا ہوئے، بعد ازاں عراق اور حجاز کے اسفار کیے جہاں علی ابو علی فارسی سے لغت کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی معروف تصنیف **تاج اللغة وصحاح العربية** ہے۔[۲۳] اس معجم میں حروفِ ہجا کی ترتیب سے ابواب کے تحت اسی ترتیب سے فصول قائم کی گئی ہیں۔ یہ کتاب چالیس ہزار مادّوں کی تشریح پر مشتمل چھ مجلدات میں شائع ہوئی۔ اسی معجم میں سے انتخاب کرتے ہوئے *محمد بن ابی بکر الرازی* نے **مختار الصحاح** تالیف کی۔[۲۴]

اسی صدی ہجری میں ابن فارس (م ۳۹۵ھ) نے مشہورِ زمانہ **معجم مقاييس اللغة** بھی لکھی۔[۲۵] ابن فارس صاحب التصنیف ماہر لغت تھے۔ **اختلاف النحويين، الأفراد، الأمالي، تفسير أسماء النبيﷺ، حلية الفقهاء، ذخائر الكلمات، غريب إعراب القرآن، العم والخال، مسائل في اللغة** سمیت چھیالیس کتب تصنیف کیں جو جدید انداز میں چھپ چکی ہیں۔[۲۶]

ابن فارس کی **معجم مقاييس اللغة** لغتِ عربی پر لکھی جانے والی معاجم میں بہت نمایاں مقام رکھتی

---

۲۲ *محمد بن محو* . . ت، "بحث منهج ابى منصور الازهرى فى تحقيق النصوص تهذيب اللغة"، **مجلة مجمع اللغة العربية**، قاہرہ: *العدد السابع*، رجب ۱۴۳۶ھ / اپریل ۲۰۱۵ء)۔

۲۳۔ *ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی*، **الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية**، ت: *احمد عبد الغفور عطار* (بیروت: دار العلم للملايين، ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)۔

۲۴۔ *محمد بن ابی بکر الرازی*، مختار الصحاح (بيروت: المكتبة العصرية، ۱۹۹۹ء)۔

۲۵۔ *احمد بن فارس بن زکریاء الرازی القزوینی*، **معجم مقاييس اللغة**، ت: *عبد السلام محمد ہارون* (بیروت: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء)۔

۲۶۔ استاذ معین، **فرہنگ فارسی** (ایران: قم، ۲۰۰۰ء) ۵: ۸۴۔

ہے۔ ابن فارس نے اس معجم کے مقدمے میں اس کا منہج خود بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ معجم، سابقہ روایتی معاجم سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس کا مواد اوائلِ حروف اور ان کی ر ی قلدیبات کی صورت جمع نہیں کیا گیا جیسا کہ ابن درید نے **الجمهرة** میں کیا۔ اور نہ ہی الجوہری کی **الصحاح** کی طرح اس میں اواخرِ کلمات پر ابواب کی بنا رکھی گئی ہے، بلکہ اس معجم میں ابن فارس نے لغوی مواد کو کُتب میں تقسیم کیا ہے جو ہمزہ سے شروع ہو کر 'یا' پر ختم ہوتی ہیں۔ پھر ہر کتاب میں تین ابواب قائم کیے گئے ہیں جن میں پہلا 'ثنائی مضاعف'، دوسرا 'ابواب الثلاثی الاصول'، جب کہ تیسرا باب 'ثلاثی حروفِ اصلیہ' پر مشتمل ہے۔[۲۷]

چوتھی صدی ہجری میں ہی اثنا عشری شیعی ادیب الصاحب بن عباد (م ۳۸۵ھ) میں **معجم المحيط في اللغة** لکھی۔[۲۸] یہ معجم، الخلیل کی **العین** کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے۔

- **پانچویں صدی ہجری:** پانچویں صدی کا نمایاں نام لملکبا بن محمد بن اسماعیل ابومنصور الہ ی عالبی النیسابوری (۳۵۰ھ-۴۲۹ھ) کا ہے جو اپنے عہد کے عظیم عربی ادیب، نحوی اور معانیٔ کلمات و مصطلحات کے ماہر تھے۔ امام ثعالبی، علمِ بیان کی مہارت کے ساتھ ساتھ حافظے کی پختگی میں بھی نابغہ تھے جس کی وجہ سے وہ 'حافظِ نیشاپور' مشہور ہوئے۔ پچاس سے زائد تالیفات رقم کیں جن میں مشہور ترین معجم **فقه اللغوسر ّ العربية** ہے۔[۲۹] الہ ی عالبی نے اپنی معروف کتاب **يتيمة الدهر** کے بعد یہ معجم دراصل وزیر ابوالفضل عبداللہ بن احمد ا امیکالی کے لیے پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھی گئی۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ **فقه اللغة** کے تحت یہ معاجمِ معانی پر مشتمل ہے؛ جب کہ الفاظ کو حسبِ موضوعات ترتیب دیا گیا ہے جب کہ **سر العربية** کے تحت نحوی، صرفی اور بلاغی ابحاث کی گئی ہیں۔ ثعالبی کی یہ معجم تیس (۳۰) ابواب اور پانچ سو

۲۷- جمانہ کتبی، العلامة أحمد بن فارس اللغوي، شبكة تراثيات الثقافية، أغسطس ۲۰۱٦ء۔

۲۸ - الصاحب ابن عباد، **المحيط في اللغة**، ت: الشیخ محمد حسن آل یاسین (بیروت: عالم الکتاب، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء)۔

۲۹ - عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ی عالبی، **فقه اللغة**، ت: عبدالرزاق المہدی (قاہرہ: إحياء التراث العربي، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء)۔

پر ح پھ ے مر (۵۷۵) فصول پر مبنی ہے۔ کتاب کے ابواب و فصول اپنی ضخامت میں مختلف ہیں بعض ابواب دو صفحوں سے بھی متجاوز نہیں(۳۰) جب کہ بعض تیس صفحات(۳۱) تک بھی ہیں۔ کسی باب میں محض تین فصلیں ہیں اور کسی میں پینسٹھ (۶۵) تک فصول موجود ہیں۔ ثعالبی نے اپنی اس معجم میں تینوں اسلوب اختیار کیے ہیں کہ لفظ کی دلیل سے قبل اس کی شرح کی ہے، کبھی اس کے لغوی دلائل کے بعد اس کی تشریح کی ہے اور کبھی صرف الفاظ کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔(۳۲)

پانچویں صدی کا دوسرا نام ابو الحسن علی بن اسماعیل ابن سیدہ المرسی (۳۹۸ھ-۴۵۸ھ) کا ہے جو اندلس کے ماہر لغت تھے اور علمِ لغت و شعر پر گراں قدر کتابیں لکھیں۔ ان کی کتاب **المحكم والمحيط الأعظم** لغتِ عربی کی قابل قدر معجم سمجھی جاتی ہے۔(۳۳) نیز دوسری اہم معجم **المخصص** ہے۔(۳۴)

- **چھٹی صدی ہجری:** چھٹی صدی ہجری میں پہلا معروف نام حسین بن محمد بن المفضل ابو القاسم الراغب الاصفہانی (م ۵۰۲ھ)(۳۵) کا ہے جنھوں نے معجم **المفردات في غريب القرآن**(۳۶) لکھی جس میں قرآنی آیات کے ہر لفظ سے متعلق اس کے شواہدِ لغت عربی ادب ِ نثر و شعر سے ذکر کیے گئے ہیں، نیز الف بائی ترتیب پر الفاظِ قرآنی کے مجازی معانی اور تشبیہات نقل کی گئی ہیں۔ یہ معجم سات سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے جس میں اصفہانی نے ابواب بھی الفبائی ترتیب پر قائم کیے ہیں مثلاً باب ِ الف

۳۰- الہ ث عالبی، **فقه اللغة**،الباب الأول،۲۳؛الباب الثاني ،۳۷۔

۳۱- نفسِ مصدر، الباب الرابع،۴۹تا۵۲۔

۳۲- ی ہزواوی،**فقه اللغة للثعالبي:دراسة دلالية**(قسنطينة:وزارة التعليم، جامعة منتوري،۲۰۰۷ء)۔

۳۳- ابو الحسن علی بن اسماعیل المرسی ابن سیدہ، **المحكم والمحيط الأعظم**،ت: د۔عبدالحمید ہنداوی(بیروت: دارالکتب العلمية، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)۔

۳۴- ابن سیدہ، ابو الحسن علی بن اسماعیل المرُسی،**المخصص**، ت: خلیل ابراہیم جفال (بیروت :دارإحياء التراث العربي، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء) ۔

۳۵- امام راغب اصفہانی کے تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں ۔ بن محمد الراغب الاصفہانی،**الموسوعة العربية الميسرة** (موسوعة شبكة المعرفة الريفية، ۱۹۶۵ء)۔

۳۶- ابو القاسم الحسين بن محمد الراغب الاصفہانی،**المفردات في غريب القرآن**، ت: صفوان عدنان الداودی (دمشق: دار القلم الدار الشامية، ۱۴۱۲ھ)۔

میں 'أب'، أتی'، ' أثاث'، ' أجو'۔۔ باب ِ باء میں بأس، بتر، بث، بجس، بخع ۔۔۔۔ کی ترتیب پر الفاظِ قرآنی کی لغوی تخریج و تشریح کی گئی ہے۔ اصفہانی نے الفاظ کا استشہاد اولاً تو قرآن کریم پھر مختلف قراءات ِ قرآنیہ، پھر دیوان ِ عرب، پھر صحابہ و تابعین کے اقوال سے کیا ہے۔(۳۷)

معاجم کی تدوین میں چھٹی صدی ہجری کا ایک بڑا نام ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد الخوارزمی الزمخشری (۴۶۷ھ۔۵۳۸ھ) کا ہے جو عقیدے کے لحاظ سے معتزلی، فقہی لحاظ سے حنفی اور مہارت کے لحاظ سے لغتِ عربی اور تفسیرِ قرآن میں مشہور ہوئے۔ گو کہ وہ فارسی الاصل تھے تاہم لغتِ عربی میں مہارت ِ تامہ رکھتے تھے۔ ان کی مشہور تالیفات میں نحو پر **المفصل**، **الأنموذج**، اور **المفرد المؤلف** ہیں؛ جب کہ حدیث پر **مشتبه أسامي الرواة** لکھی۔ تفسیر میں **الکشاف**، فقہ میں **الرائض في علم الفرائض**، جغرافیہ میں **کتاب الأمکنة والجبال والمیاه** لکھی۔ لغت میں ان کی مشہور معجم **أساس البلاغة**(۳۸) ہے۔ تدوینِ معاجم میں علامہ زمخشری نے ایک نئی فکر اور مدرسہ کی بنیاد رکھی جو مدرسة الأساس في المعاجم کہلاتا ہے جس کے تحت کلمات کی ابتداء ترتیب وار حروف سے کی جاتی ہے دورِ حاضر کی اکثر معاجم اسی طرز پر تحریر کی جارہی ہیں۔ نیز زمخشری نے سب سے پہلے دلائلِ حقیقیہ و مجازیہ میں فرق کرتے ہوئے مفردات کی وضاحت کی۔

ابو منصور موہوب بن احمد بن محمد بن الخضر الجوالیقی البغدادی (۴۶۵ھ۔۵۴۰ھ) اپنے وقت کے علمائے بغداد میں سے مشہور ترین ماہرِ لغت و ادب تھے، نیز یہ خطیب تبریزی کے شاگرد بھی تھے اور عباسی خلیفہ المقتفی لامر اللہ کے مقربین میں سے تھے۔ ان کی معروف معجم **المعرب من الکلام الأعجمي علی حروف المعجم** ہے۔(۳۹)

۳۷۔ محمد البویسفی، **تقریر عن کتاب مفردات الفاظ القرآن للراغب الأصفهاني۔**
http://vb.tafsir.net/tafsir5328/#.V7bmo_l97IU, accessed on 08.09 2020.

۳۸۔ ابوالقاسم محمود بن عمرو جاراللہ الزمخشری، **أساس البلاغة**، ت: محمد باسل عیون السود (بیروت: دارالکتب العلمیة ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء)۔

۳۹۔ ابو منصور موہوب بن احمد الجوالیقی، **المعرب من الکلام الأعجمي علی حروف المعجم**، ت: احمد محمد شاکر (قاہرہ: دارالکتب المصریة، ۱۹۹۵ء)۔

- **ساتویں صدی ہجری:** ابن اثیر عز الدین ابوالحسن الجزری الموصلی(۵۵۵ھ -۶۳۰ھ) عظیم اسلامی مؤرخ، ماہرِ ادب اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے معاصر عالم تھے۔ شام اور ترکی کے سرحدی علاقے جزیرہ ابن عمر میں پیدا ہوئے۔ **الكامل في التاريخ،التاريخ الباهر في الدولة الأتابكية،أسد الغابة في معرفة الصحابة، اللباب في تهذيب الأنساب** سمیت **النهاية في غريب الحديث والأثر**[۴۰] نامی معجم، ابن اثیر کی معرکۃ آرا تصانیف ہیں۔

ساتویں صدی ہجری کے محدث، حنفی فقیہ اور ماہرِ لغت، ابوالفضائل الحسن بن محمد الصغانی (۵۷۷ھ-۶۵۰ھ) لاہور، پاکستان میں پیدا ہوئے، پھر بغداد چلے گئے جہاں ابوالفتوح نصر بن ابی الحصری، محمد بن الحسین المرغینانی اور ابو منصور الرزار جیسے شیوخ سے تحصیلِ علم کیا۔ پھر آخری عمر میں مکہ نقل مکانی کی اور ان کی وصیت کے مطابق انھیں مکہ ہی میں دفن کیا گیا۔ الصغانی کی تیرہ(۱۳) کتابیں مطبوع ہو چکی ہیں، جن میں سے ایک **التكملة والصلة والذيل للقاموس**[۴۱] نامی معجم بھی ہے۔

اسی صدی ہجری میں محمد بن ابی بکر الرازی نے **تاج اللغة وصحاح العربية** کا اختصار **مختارالصحاح**[۴۲] کے نام سے کیا۔

- **آٹھویں صدی ہجری:** اس صدی ہجری میں پہلا معروف نام ابن منظور الافریقی (۶۳۰ھ-۷۱۱ھ) کا ہے جو ادیب، مورخ، فقہِ اسلامی کے عالم، لغتِ عربی کے ماہر تھے۔ مشہور قول کے مطابق تیونس میں پیدا ہوئے۔ اُن کی مشہور کتب **مختار الأغاني، مختصر تاريخ بغداد للخطيب البغدادي، مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر، مختصر مفردات ابن البيطار، مختصر العقد**

---

۴۰ - عز الدین ابوالحسن الجزری الموصلی ابن الاثیر، **النهاية في غريب الحديث والأثر**، ت: طاہر احمد الزاوی (بیروت: المكتبة العلمية، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء)۔

۴۱ - ابوالفضائل الحسن بن محمد الصغانی، **التكملة والذيل والصلة**، ت: عبدالعلیم الطحاوی (مصورعن دارالكتب المصرية، ۱۹۷۰ء)۔

۴۲ - زین الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی، **مختارالصحاح**، ت: یوسف الشیخ محمد (بیروت: المكتبة العصرية، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)۔

الفريد لابن عبد ربه، مختصر زهر الآداب للحصري، مختصر الحيوان للجاحظ، مختصر يتيمة الدهر للثعالبي، مختصر نشوان المحاضرة للتنوخي، مختصر الذخيرة، أخبار أبي نواس کے علاوہ شہرہ آفاق **معجم لسان العرب**[۴۳] شامل ہے۔**لسان العرب**، اپنے اندر کتبِ لغت و معاجم کے جملہ محاسن سموئے ہوئے ہے نیز جو عیوب سابقہ معاجم میں رہ گئے تھے ان کی تلافی اس معجم میں کر دی گئی ہے۔ ابن منظور کا منہج اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ **لسان العرب** میں کلمات کو ممکنہ زوائد سے الگ کر کے اصل صورت میں لکھا گیا ہے نیز اس میں "مدرسۂ قافیہ" کی پیروی کرتے ہوئے کلمے کے آخری حرف پر باب قائم کیا گیا ہے جب کہ پہلے حرف پر فصل قائم کی گئی ہے۔ **لسان العرب**میں جا بجا قرآن وحدیث اور کلامِ عرب سے استشہاد کیا ہے اور لغاتِ عرب کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں دوسرا بڑا نام ابو العباس احمد بن محمد بن علی الفیومی المقری (م ۷۷۹ھ) کا ہے جنھوں نے **المصباح المنير في غريب الشرح الكبير**[۴۴] نامی فقہی معجم ترتیب دی۔ مکتبہ شاملہ میں موجود اس کے غیر مطبوع نسخہ میں کئی اغلاط موجود ہیں۔ بہر حال اس معجم کی ترتیب بھی اوائلِ کلمات کے لحاظ سے ہے جیسا کہ ہم زمخشری کی **أساس البلاغة** میں دیکھتے ہیں۔ لیکن اس معجم کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں مفردات کے ساتھ ساتھ ان کے اوزان کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔[۴۵]

- **نویں صدی ہجری:** نویں صدی ہجری میں معاجم کی تدوین میں ایک معروف نام مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الشیرازی الفیروزآبادی (۷۲۹ھ – ۸۱۷ھ) کی **القاموس المحيط** کا ہے۔[۴۶] اس

۴۳- محمد بن مکرم بن علی ابو الفضل جمال الدین ابن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ)۔

۴۴- احمد بن محمد بن علی الفیومی، **المصباح المنير في غريب الشرح الكبير** (بيروت: المكتبة العلمية، ۲۰۱۰ء)۔

۴۵ - ابومالک العوضی، **نظرات في اصطلاح المصباح المنير للفيومي**، شبكة الألوكة۔
www.alukah.net/culture/0/52075/, accessed on 08.09 2020.

۴۶- مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، **القاموس المحيط**، ت: محمد نعیم العرقسوسی (بيروت: موسسة الرسالة للطباعة، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء)۔

کتاب کا مکمل نام القاموس المحیط والقابوس الوسیط الجامع لما ذهب من کلام العرب شماطیط ہے جس کی شہرت اس قدر ہوئی کہ لوگ اس لغت کے بعد معجم کی جگہ لفظِ 'قاموس' ہی استعمال کرنے لگے۔ اس کا منہج یہ ہے کہ اس میں کلمے کے آخری حرف پر باب اور پھر اسی کلمے کے حروف پر فصول قائم کی گئی ہیں۔ مثلاً 'عین' کو تلاش کرنے کے لیے 'نون' کے باب میں جا کر فصلِ 'عین' میں دیکھیں گے۔ فیروزآبادی نے اپنی قاموس میں نو(۹) رموز استعمال کی ہیں۔ (م) معروف. (ع) موضع. (د) بلد. (ة) قرية. (ج) جمع. (جج) جمع الجمع. (ججج) جمع جمع الجمع. (و) المادة أصلها واوي ". (ي) المادة أصلها يائي "۔[۴۷]

- **دسویں صدی ہجری:** دسویں صدی ہجری کی معاجم میں معروف ترین واحد نام علامہ جلال الدین السیوطی (۸۴۹ھ — ۹۱۱ھ) کی **المزهر في علوم اللغة**[۴۸] کا ہے، جس میں علمِ لغت کی پچاس انواع شامل ہیں۔ ان میں سے آٹھ انواع لغت کی استنادی حیثیت پر، تیرہ انواع لغت بحیثیتِ الفاظ، تیرہ انواع لغت من حیث المعنیٰ، پانچ انواع لغت من حیث اللطائف، ایک نوع حفاظتِ لغت پر، آٹھ انواع رجال ورواۃِ لغت پر، ایک نوع شعر وشعرا کے تعارف پر جب کہ ایک نوع اغلاط العرب کے بارے میں ہے۔
- **گیارھویں صدی ہجری:** اس صدی میں شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی (۹۷۷ھ – ۱۰۶۹ھ) کی **شفاء الغليل فيما في كلام العرب من الدخيل**[۴۹] قابل ذکر معجم ہے۔ جس میں بالخصوص مؤلف نے مقدمے میں تعریب اور اس کی شرائط تفصیل سے ذکر کر دی ہیں۔ اس میں معرب الفاظ کو حروفِ تہجی کے لحاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔

۴۷- احمد علي بیرازی، **معیار اللغة** (تہران: ـــ، ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۶ء)، ۱: ۳۔

۴۸- عبدالرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی، **المزهر في علوم اللغة وأنواعها**، ت: فواد علی منصور (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۸ھ/۱۹۸۸ء)۔

۴۹- شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی، **شفاء الغليل فيما في كلام العرب من الدخيل**، ت: محمد کشاش (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۸ھ/۱۹۹۸ء)۔

- **بارھویں صدی ہجری:** بارہویں صدی ہجری کی نمائندہ معجم مرتضیٰ الزبیدی[۵۰](۱۱۴۵ھ – ۱۲۰۵ھ) کی ۱۰۷ ادبی کاوشوں میں سے نمایاں ترین **تاج العروس من جواھر القاموس**[۵۱] کی تالیف ہے۔ یہ دراصل فیروزآبادی کی **القاموس المحیط** کی شرح ہے اور معاجم میں سب سے تفصیلی معجم ہے۔ ۱۹۶۵ء میں یہ اکیس (۲۱) جلدوں میں؛ جب کہ ۱۹۸۴ء میں یہ پینتیس (۳۵) جلدوں میں مصطفیٰ حجازی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ **لسان العرب** پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا اکثر لغوی مواد اسی سے مستعار ہے تاہم اس پر زبیدی کا وقیع مقدمہ بہت خاصے کے چیز ہے۔ اس کے امتیازات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں ائمہ لغت کے دفاع کے ساتھ ساتھ بعض پر نقد بھی موجود ہے جیسا کہ امام فاسی پر نقد ہے۔ بعینہٖ کسی ایک کلمے میں متعدد لغات کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ بعض کلمات جس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ان کی تفصیل بھی درج کی گئی ہے۔ اسی طرح مواضع یعنی اماکن کے بارے میں بھی مناسب جغرافیائی معلومات مہیا کی گئی ہیں۔[۵۲] مختصر یہ کہ دورِ حاضر میں گذشتہ تمام معاجمِ عربیہ میں **تاج العروس** ایک مستند اور ممتاز مقام کی حامل معجم شمار ہوتی ہے۔

دورِ حاضر کی نمائندہ معاجم: گذشتہ صفحات میں عربی معاجم کے جملہ ادوارِ تدوین کی نمائندہ کتب کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ دورِ حاضر اور اگر کچھ گذشتہ دہائیوں میں دیکھا جائے تو جدید معاجم کی تالیف کی دو صورتیں سامنے آتی ہیں:

- جدید معاجم کے مؤلفین نے قدیم معاجم کی ترتیبِ الف بائی ہی کو دہرایا ہے، البتہ مکررات کو حذف کر دیا گیا ہے۔
- تالیفِ معاجم کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگرچہ اس میں قدیم معاجم میں موجود مادۂ لغویہ پر اعتبار کیا گیا ہے تاہم اس میں جدید مصطلحات اور فنون کا تعارف بھی شامل کر دیا گیا ہے؛ مثلاً:

۵۰- الزبیدی کی سوانح کی تفصیل کے لیے دیکھئے: الزرکلی، **الأعلام** (بیروت: دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء)، ۷: ۷۰۔

۵۱- مرتضیٰ الزبیدی، **تاج العروس من جواھر القاموس** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۴ء)۔

۵۲- جبران سحاری، **نبذة عن كتاب تاج العروس ومولفه الإمام الزبيدي**، (ریاض: منتديات العارضة، ۲۰۱۵ء)، ۴۔

۱- بطرس البستانی جو کہ لبنان کے معروف محقق، مورخ، ادیب اور موسوعات کے ماہر تھے، ان کی معجم **محیط المحیط**[۵۳] گذشتہ صدی کی اولین اور مستند معجم سمجھی جاتی ہے جو پہلی بار دو جلدوں میں ۱۸۷۰ء میں شائع ہوئی۔ یہ معجم ثلاثی مجرد کے پہلے حرف کے لحاظ سے ترتیب دی گئی ہے نیز اس معجم میں بہت سی علمی وفنی اصطلاحات کی وضاحت بھی موجود ہے۔ مکتبہ لبنان ہی نے اسے دوسری بار ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔

۲- سعید بن عبد اللہ الشرتونی (۱۲۶۴ھ-۱۳۳۱ھ) لبنان کے معروف عربی شاعر اور ماہرِ لغت گذرے ہیں۔[۵۴] ان کی معجم **أقرب الموارد في فصيح العربية والشوارد**[۵۵] جو پہلی بار ۱۸۹۰ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئی۔

۳- جرجس ہمام کی **معجم الطالب في المانوس من متن اللغة العربية** بھی حالیہ صدی کی بہترین کاوش ہے۔[۵۶]

۴- فادر لویس معلوف (۱۲۸۴ھ- ۱۳۶۵ھ) لبنان کے مسیحی راہب تھے جو 'زحلہ' میں پیدا ہوئے اور بیروت میں وفات پائی[۵۷]۔ ان کی معجم **المنجد** جو پہلی بار لبنان سے ۱۹۰۸ء میں منظرِ عام پر آئی۔[۵۸]

۵- دورِ جدید کی ایک اور بہترین معجم، **متن اللغة: موسوعة لغوية حديثة**[۵۹] ہے جو شامی محقق،

۵۳- البستانی بطرس، **محيط المحيط قاموس مطول للغة العربية** (بیروت: مکتبہ لبنان، ۱۹۷۷ء)۔

۵۴- سعد الشرتونی، **معجم البابطين لشعراء العربية في القرنين التاسع عشر والعشرين**، مؤسسة جائزة عبد العزيز سعود البابطين للإبداع الشعري. ۲۰۱۵ء، ۱۷۔

۵۵- سعید الخوری الشرتونی، **أقرب الموارد في فصيح العربية والشوارد** (ایران: منشورات مكتبة آية الله المرعشي، ۱۹۹۸ء)۔

۵۶- جرجس ہمام الشویری، **معجم الطالب في المانوس من متن اللغة العربية** (لبنان: المطبعة العثمانية، ۱۹۰۷ء)۔

حر ۷ــ ۵۷- الدس لویُ ِس الزرکلی، معلو ََُ ف، **الأعلام** (موسوعة شبكة المعرفة الريفية، ۱۹۹۸ء)۔

۵۸- لویس معلوف الیسوعی، **المنجد في اللغة والأعلام** (بیروت: دار المشرق، ۱۹۸۶ء)۔

۵۹- احمد رضا، **متن اللغة: موسوعة لغوية حديثة** (بیروت: دار مكتبة الحياة، ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء) [۵ **مجلدات**]۔

شاعر، ماہرِ لغت وادب احمد رضا العاملی[۶۰] (۱۸۷۲ء– ۱۹۵۳ء) کی تصنیف ہے۔

گذشتہ صفحات میں معاجم کی تفصیلی تاریخِ نشوو ارتقا کے بعد آئندہ صفحات میں ہم معاجم کی ایک اہم قسم 'اطراف' کا مطالعہ کرتے ہوئے احادیث نبویہ سے متعلق چند نمائندہ معاجم کا مطالعہ کریں گے۔

اطراف الحدیث کا مفہوم

کتبِ حدیث کو نوعیت کے لحاظ سے ماہرینِ اصولِ حدیث نے اِن مجموعہ ہائے حدیث کو کئی اقسام مثلاً جامع، سنن، مسند، جزء، مستدرک، مستخرج، معجم وغیرہ میں تقسیم کیا ہے۔ انھی میں سے ایک قسم "الاطراف" ہے۔

'اطراف': 'طرَف' کی اسمِ جمع ہے۔ اجزاء، کنارے، معزز وممتاز سمیت کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ انسانی بدن کے لیے اطراف کا لفظ بولا جائے تو یہ 'عضو' کے معنٰی دیتا ہے، جیسے: أطراف البدن أي اليدان والرجلان والرأس ۔ اگر یہ لفظ شہر کے لیے بولا جائے جیسے أطراف المدينة تو اس کا معنی ہو گا اس کے گرد و پیش کے علاقے۔ أطراف الرجل کہا جائے تو اس سے مراد أقارب الرجل یعنی آدمی کے رشتہ دار ہوتے ہیں[۶۱]۔ طرف الحدیث کا لغوی معنی 'حدیث کا جزء یا ٹکڑا' ہے جو اُس مخصوص حدیث کے بقیہ حصے پر دلالت کرے۔[۶۲] جب کہ اصطلاحی معنوں میں: "طرف الحديث هو الجزء من متنه الدال على بقيته. وهي تختص بتخريج الأحاديث."[۶۳] (طرف الحدیث سے مراد کہ جس میں حدیث کا ایک ٹکڑا نقل کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرے، یہ اصطلاح تخریجِ احادیث کے ساتھ مخصوص ہے۔)

مذکورہ بالا تعریف کے تناظر میں، علوم الحدیث میں 'اطراف کی اصطلاح' کا استعمال ہمیں ائمہ سلف کے ہاں بھی ملتا ہے جب پہلی صدی ہجری کی تیسری چوتھائی میں اپنے شیوخِ حدیث کے دروس کا حوالہ دینے کے لیے اُن سے مروی حدیث کے ایک حصے کو بیان کیا جاتا نیز اُن کثیر روایات کو حفظ رکھنے کے لیے پوری روایت کے بجائے اس کے کسی لفظ یا جملے کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا جاتا۔ غالباً سب سے پہلے ہمیں 'اطراف' کا استعمال محمد بن

۶۰– استاد احمد رضا کے تفصیلی حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ ہو: عمر رضا کحالہ، **معجم المؤلفين** (بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۲ء)، ۹۸۔

۶۱– ابن منظور الافریقی، **لسان العرب**، مادہ 'طرف'۔

۶۲– الجوہری، **الصحاح**، ۴: ۱۳۹۳۔

۶۳– مرزوق الدقیقی، **كتب الأطراف وكيفية البحث فيها** (ریاض: الجمعية الخيرية و أنصار السنة، ۲۰۱۶ء)، ۲۔

سیرین(م ۱۱۰ھ) کے ہاں ملتا ہے جو انھوں نے اپنے استاذ عَبیدہ بن عمرو السلمانی(م ۷۰ھ) کی مرویات سے متعلق کیا[۶۴]۔اسی سے متعلق علامہ ابن حجر نے بھی ایک روایت نقل کی ہے:"فقد روی ابن أبي خثیمة (ت۲۷۹ھ) في "تاریخه": حدثنا مسدد، ثنا حماد بن زید، عن ابن عون، عن محمد بن سیرین: کُنْتُ ألقی عَبیدة بالأطراف". [۶۵] (میں نے اپنے استاد عبیدہ بن عمرو کے سامنے بعض اطرافِ (حدیث) بیان کیں۔)

بعد ازاں حماد بن ابی سلیمان(م ۱۲۰ھ) نے بھی اسی اصطلاح کا استعمال امام ابراہیم النخعی(م ۹۶ھ) کے حوالے سے بھی کیا ہے جسے امام دارمی نے اپنی سنن میں نقل کیا۔[۶۶] مرورِ ایام کے ساتھ 'اطراف الحدیث' کی اصطلاح منظم اور تصنیفی انداز میں پہلی بار امام ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی(م ۴۰۱ھ) اور امام ابو محمد خلف بن محمد الواسطی(م ۴۰۱ھ) کی اس عنوان پر تصنیفات "اطراف الصحیحین" کی صورت میں ملتی ہے۔جن میں اطراف کی بنیاد پر تخریج احادیث کیا گیا اور یہی طریقہ اطراف علی الحدیث کہلاتا ہے۔[۶۷]

گویا 'اطراف الحدیث' احادیث کی ایسی اشارہ جاتی کتب کو کہا جاتا ہے جس میں مصنفِ کتاب کسی حدیث کے ایک معروف اور بسا اوقات غیر معروف یا بلحاظِ حروفِ تہجی کسی لفظ یا جملے کو ذکر کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ متن کی تمام اسانید مکمل یا بعض حصے کو بھی متنِ کتاب یا اس کے حاشیہ میں نقل کر دیتا ہے، نیز اُن بعض یا مخصوص کتب کو مع حوالہ ذکر کرتا ہے جن میں وہ حدیث مذکور ہے۔مذکورہ بالا تعریفات اور تخصیصات کی حامل کتب کا دوسرا نام "کتب الفهارس" بھی ہے کہ جن کی مدد سے احادیث کی آسان فہرستیں مرتب کی جائیں تا کہ حدیث کو

۶۴- مصطفیٰ الاعظمی، **دراسات في الحدیث النبوي ﷺ وتاریخ تدوینه** (بیروت:المکتب الإسلامي، ۱۴۰۰ھ /۱۹۸۰ء)،۲: ۳۳۴۔

۶۵- ابن حجر ابو الفضل احمد بن علی بن محمد العسقلانی،**اتحاف المهرة بالفوائد المبتکرة من أطراف العشرة**،ت:د۔زہیر بن ناصر(مدینہ: مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف،۱۴۱۵ھ /۱۹۹۴ء)، ۳۔

۶۶- ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن التمیمی الدارمی،**السنن الدارمي**، ت: حسین سلیم الدارانی (سعودی عرب:دار المغني للنشر والتوزیع،۱۴۱۲ھ /۲۰۰۰ء)،[۴ مجلدات]، ۱: ۱۳۱-۱۳۲۔

۶۷- عبدالموجود محمد عبداللطیف، **کشف اللثام عن أسرار تخریج حدیث سید الأنام ﷺ** (قاہرہ: مکتبة الأزهر، ۱۴۰۴ھ)،۱: ۱۵۳۔

اصل کتبِ احادیث کے متن میں ڈھونڈا جاسکے۔

ایسی اشارہ جاتی کتب کی تالیف میں، عموماً اطراف الحدیث کے مصنفین کے پیش نظر دو اہم مقاصد ہوتے ہیں: [۶۸]

۱۔ کسی مخصوص حدیث کی جملہ اسناد کو ایک جگہ ذکر کر کے اس کے تعارف کو آسان تر بنانا؛

۲۔ مصادرِ اصلیہ میں اس حدیث کی نشان دہی کرنا تاکہ محقق کے لیے اس تک رسائی اور اس کی تخریج آسان ہوسکے۔

کتبِ اطراف کی اقسام

کتبِ حدیث کی تعداد پر انحصار کرتے ہوئے ان کے اطرافِ حدیث پر تشکیل دی گئی کتب کو منقسم کیا جاتا ہے۔

- **أطراف الصحيحين**: ایسی کتب جو **صحیح بخاری و مسلم** میں منقول احادیث کے اطراف پر مشتمل ہوں۔ ان میں حافظ ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی[۶۹] اور ابو محمد خلف بن محمد بن علی بن حمدون الواسطی (م۴۰۱ھ) کی چار مجلدات میں **أطراف الصحيحين** اپنے حسنِ ترتیب، اجزاے حدیث کے نقل اور اغلاط سے مبرا ہونے میں قابل ذکر ہے۔اسی نام سے یہ کتاب ابونعیم اصبہانی (م۴۳۰ھ) اور حافظ ابن حجر (م۸۵۲ھ) کی طرف بھی منسوب ہے۔**أطراف البخاري ومسلم** کے نام سے ابراہیم الدمشقی کا ایک مخطوط دمشق کے دار کتب الظاہریۃ میں بھی موجود ہے جو ایک سو چالیس اوراق پر مشتمل ہے اور مخطوط نمبر ۱۱۶۴ ہے۔[۷۰]
- **أطراف الكتب الخمسة**: ایسی اشارہ جاتی کتب جو **بخاری**، **مسلم**، **ابوداؤد**، **ترمذی** اور **نسائی** کی روایات پر مشتمل ہوں۔ ان میں معروف نام محدث ابوالعباس احمد بن ثابت بن محمد الطرقی (م۵۲۱ھ)

۶۸۔ نورالدین محمد عتر الحلبی، **منهج النقد في علوم الحديث** (دمشق: دارالفکر، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء)، ۱۳۔

۶۹۔ ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی (م۴۰۱ھ) اہل السنۃ والجماعۃ کے علماے رواۃِ حدیث میں ایک عظیم نام ہے۔ جنھوں نے طلبِ حدیث کے لیے کئی اسفار کیے جس میں بصرہ، کوفہ، بغداد، نیشاپور کے اسفار اہم ہیں۔[شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی، **تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام** (دمشق: دار الغرب الإسلامي)، ۸: ۸۱۲]۔

70– http://www.fharis.com/?p=47413 accessed on: 08/11/2019

کی معجم **اللوامع في الجمع بين الصحاح الجوامع** کا ہے۔[۷۱] اسی طرح اطراف میں ایک بڑا نام علامہ عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی النابلسی (م ۱۱۴۳ھ) کی **ذخائر المواریث في الدلالة على مواضع الأحاديث**[۷۲] ہے۔ علامہ نابلسی کی معجم سات ابواب پر مشتمل ہے جس میں تراجمِ راویان کو الف بائی ترتیب پر ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا باب 'مسانيد الرجال من الصحابة'، دوسرا باب 'مسانيد من اشتهر منهم الكنية'، تیسرا باب 'رجال مبهمين'، چوتھا باب 'مسانيد الصحابيات'، پانچواں باب 'ایسی صحابیات جو کنیت سے مشہور ہوئیں'، چھٹا باب 'مبہم صحابیات'، اور ساتواں باب مراسیل کے حوالے سے ہے۔

أطراف الستة: کتبِ خمسہ جو اوپر مذکور ہوئیں، ان میں **سننِ ابن ماجہ** کا اضافہ کر کے، اِن چھ کتبِ متون کے اطرافِ حدیث پر مشتمل اشاریہ، **أطراف الستة** کہلاتا ہے۔ اس نام سے پہلی تصنیف کے مؤلف جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن الحلبی (م ۷۴۲ھ) ہیں جو دمشق کے علاقے 'مزّہ' میں پیدا ہوئے، اسی نسبت سے انھیں ی بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ایسی تالیف حافظ شمس الدین ابوالمحاسن محمد بن علی بن حمزۃ الحسینی الدمشقی (م ۷۶۵ھ) کی ہے جس کا نام **الكشاف في معرفة الأطراف** ہے۔ اسی طرح ایک اور نام محدثِ کبیر حافظ سراج الدین ابی حفص عمر بن نورالدین الانصاری الاندلسی (م ۸۰۴ھ) جو "ملقّن " کے لقب سے معروف تھے، ان کی تصنیف **الإشراف على الأطراف** کا ہے۔[۷۳]

۷۱۔ عمر بن رضا کحالہ الدمشقی، **معجم المؤلفين** (بیروت: مكتبة المثنى، ۱۴۲۲ھ)، [۱۳ مجلدات]، ۴: ۴۴۸۔

۷۲۔ عبد الغنی بن اسماعیل النابلسی، **ذخائر المواريث في الدلالة على مواضع الأحاديث**، ت: عبد اللہ محمود محمد عمر (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۸ء)۔

۷۳۔ "التعريف بكتب أطراف الحديث النبوي"۔
http://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=15054, accessed on: 08/11/2019

- **أطراف المسانيد العشرة:** دس مسانید سے ماخوذ اطرافِ حدیث کی ایک تصنیف شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی بکر الکنانی البوصیری(م ۸۴۰ھ) کی **أطراف المسانيد العشرة** ہے جو مسندِ **أبي داؤد الطيالسي، مسند أبي بكر عبد الله بن الزبير، مسند مسدد بن مسرهد، مسند محمد بن يحيى، مسند اسحاق بن راهويه، مسند أبي بكر بن أبي شيبه، مسند أحمد بن منيع، مسند عبد بن حميد، مسند الحارث بن محمد بن أبي أسامة اور مسندِ أبي يعلى الموصلي** سے ماخوذ ہے۔[۷۴]
- **أطراف الكتب العشرة:** ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی ایک تصنیف **إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة** کے نام سے آٹھ مجلدات میں موجود ہے[۷۵] جسے انھوں نے **الموطأ، مسند الشافعي، مسند أحمد، مسند الدارمي، صحيح ابن خزيمة، منتقى ابن الجارود، صحيح ابن حبان، مستدرک الحاكم، شرح معاني الآثار** اور **سننِ الدار قطني** کو پیشِ نظر رکھ کر ترتیب دیا ہے۔
- **كتب الفهارس:** بعض کتبِ اطراف ایسی بھی ہیں جو دس سے زائد کتبِ احادیث سے ماخوذ ہیں مثلاً **مفتاح كنوز السنة** جسے محمد فؤاد عبدالباقی اور وینسنک نے ترتیب دیا۔ یہ چودہ مصادرِ حدیث: صحاح ستہ، **مسند أحمد، موطأ مالک، سننِ الدارمي، مسند زيد بن علي، طبقات ابن سعد، مسند الطيالسي، سيرت ابن هشام** اور واقدی کی **كتاب المغازي** سے ماخوذ ہے۔

مذکورہ بالا کتبِ اطرافِ حدیث میں اکثر میں یہ ترتیب پیش نظر رکھی گئی کہ اول کلمہ کی مناسبت سے الف بائی ترتیب پر انھیں مرتب کیا گیا ہے۔ ایسا منہج مراجعتِ احادیث کے لیے نہایت سہل ہے؛ تاہم اس کے لیے حدیث کے اول کلمہ کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

۷۴۔ مرجع سابق۔

۷۵۔ ابوالفصل احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، **إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة**، ت: د۔ زهیر بن ناصر (مدینہ منورہ: مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء)[۱۹ مجلدات]۔

- **معاجم بحسب الشيوخ:** ایسی کتبِ اطراف میں مصنف اپنے اساتذہ اور شیوخ کے الف بائی ناموں کو پیش نظر رکھتاہے۔ ایسی معاجمِ اطراف میں محدث ِ کبیر حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(م۳٦۰ھ) کی **المعجم الكبير** اور **المعجم الأوسط** قابلِ ذکر ہیں۔ **معجم کبیر** جوکہ مسانیدِ صحابہ سے متعلق ہے اسے الف بائی ترتیب پر رکھا گیاہے۔[۷٦]
- **دیگر کتبِ اطراف الحدیث:** مجملہ مذکورہ اقسام کے، کئی دیگر کتبِ اطراف بھی ہمیں ملتی ہیں۔ مثلاً علامہ ابو عمرو عثمان بن سعید بن عثمان الدانی (م۴۴۴ھ) کی **أطراف الموطأ**۔[۷۷]

تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف کا اختصاصی مطالعہ:

اطراف الحدیث کے فن میں **تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف** کو خاص امتیاز حاصل ہے جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور شامی محفظت احلر ِ ی کی تصنیف ہے۔ کتاب کے تعارف و منہج پر بحث سے قبل حالات ِ مؤلف پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

جمال الدین ابوالحجاج یوسف المزی رحمۃ اللہ علیہ

ان کا مکمل اسم گرامی ابوالحجاج یوسف بن الزکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن ابی الزھر القضاعی الحلبی الشافعی ہے۔ شام کے شہر حلب اور دمشق کے مضافاتی علاقے 'مزہ' میں ربیع الثانی ٦۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور اوائلِ بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ابن ابی الخیر نامی استاذ سے **کتاب الحلیة** مکمل پڑھی، بعد ازاں کتبِ ستہ، **معجم طبرانی** اور **صحیح مسلم** امام اِربلی سے پڑھیں۔ یوں علوم ِ حدیث اور خطاطی میں شہرت حاصل ہوئی۔ اسی طرح لغت، صرف ونحو اور عربیت میں بھی کمال حاصل کیا تاہم امام مزی کی وجہِ شہرت ان کا فنِ اسماء الرجال اور راویان ِ حدیث سے متعلق علم میں مہارت رکھنا ہے۔ فقہی مسلک اور عقیدہ کے لحاظ سے وہ شافعی المسلک اور سلفی تھے۔[۷۸]

امام مزی کی طرف کئی تالیفات منسوب ہیں جن میں سے پینتیس مجلدات پر مشتمل فنِ اسماء الرجال کی

۷٦۔ نورالدین محمد عتر الحلبی، **منهج النقد في علوم الحديث**، ۲۱۔

۷۷۔ الحموی یاقوت، **معجم الأدباء**،۱۲: ۱۲۱۔ ۱۲۸۔

۷۸۔ محمد عبدالرحمٰن طوالبة، **الحافظ المزي والتخريج في كتابه تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف** (عمان: دار عمار،۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء)، ۲٦۔ ۲۷۔

معروف ترین کتاب **تهذيب الكمال في أسماء الرجال** ہے۔[۷۹] فنِ اسماء الرجال میں اہم مقام رکھنے والی اس تصنیف کے بعد دمشق وشام کے کئی علمانے اس حوالے سے براہِ راست امام مزی سے استفادہ کیا۔ جب کہ ان کی دوسری مشہور تالیف **تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف**[۸۰] ہے جو (۱۳) جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابن طولون کے مطابق: "محدثین، ان دو کتابوں کی تصنیف کے بعد کبھی انھیں فراموش نہیں کر سکے۔" امام مزی کی کتاب **الکنیٰ المختصر من تهذيب الكمال** ہے جو ابھی مخطوطات کی شکل میں ہے اور منتظرِ طباعت ہے۔[۸۱]

علامہ ذہبی کا مشہور قول ہے کہ "چار لوگ مجھے ہمیشہ یاد رہتے ہیں: ابن دقیق العید، الدمیاطی، ابن تیمیہ اور المزی؛ کیوں کہ ابن دقیق العید 'افقہ الحدیث' تھے، الدمیاطی انساب کے ماہر تھے، ابن تیمیہ متون کے سب سے بڑے حافظ تھے جب کہ المزی رجال کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔"[۸۲]

امام مِزی نے ۱۲ صفر المظفر ۷۴۲ھ کو وفات پائی اور دمشق میں ابن تیمیہ کے مزار کے قریب 'مقابرِ صوفیہ' میں دفن ہوئے۔[۸۳]

تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف

مصنفِ کتاب نے خود اس کتاب کا نام لکھا ہے تاہم علامہ مِزی کے بعض تلامذہ نے اختصاراً اسے "کتاب الاطراف" اور "بعض اطراف الکتب الستہ" سے تعبیر کیا ہے۔[۸۴] اطرافِ حدیث پر یہ عظیم الشان کتاب

۷۹- یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف جمال الدین المزی، **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**، ت: د۔ بشار عواد معروف (بیروت: موسسة الرسالة، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء)[۳۵ مجلدات]۔

۸۰- یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف جمال الدین المزی، **تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف**، ت: عبد الصمد شرف الدین (لبنان: المکتب الإسلامي، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)۔

۸۱- محمد عبد الحی بن عبد الکبیر ابن محمد الحسنی الادریسی الکتانی المعروف بعبد الحی، **فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات**، ت: احسان عباس (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۸۲ء)[۲ مجلدات]، ۱: ۱۰۶۔

۸۲- شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، **تذكرة الحفاظ** (بیروت: دار الکتب العلمیة ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء)۔[۴ مجلدات]۔ ۲: ۳۹۹۔

۸۳- جمال الدین بن فرحان الریمی، الحافظ المزی رحمہ اللہ (سعودی عرب: شبکہ الالوکہ، ۲۰۱۶ء)، ۲۔

۸۴- محمد عبد الرحمٰن طوالبہ، **الحافظ المزي والتخريج في كتابه تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف** (عمان: دار عمار، ۱۹۹۸ء)، ۱۲۹۔

صحاحِ ستہ کے علاوہ بعض دیگر کتب مثلاً مقدمہ ِ صحیح مسلم، ابوداؤد السجستانی(م۲۷۵ھ) کی **المراسیل**،[۸۵] ترمذی(۲۷۹ھ) کی **العلل الصغیر**[۸۶] اور **الشمائل**[۸۷] اور امام نسائی(م۳۰۳ھ) کی **عمل الیوم واللیلة**[۸۸] سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب کو امام مِزی نے چھبیس ماہ میں مکمل کیا[۸۹]۔

ترتیب و منہج

جہاں تک کتاب کی ترتیب کا تعلق ہے تو امام مِزی نے **تحفة الأشراف** کو دو حصوں میں منقسم کیا ہے؛ **کتاب المسانید** اور **کتاب المراسیل**۔ اول حصہ کی مسانیدِ صحابہ پر بنیاد رکھتے ہوئے اسمائے صحابہ کو ترتیبِ معجمی میں ذکر جن صحابہ کرام سے کتبِ ستہ اور دیگر مذکورہ بالا کتب میں مرویات منقول ہیں۔ یہ مسانید ۹۸۶ جب کہ اس ضمن میں مروی احادیث کی تعداد ۱۸،۳۸۹ ہے۔ ہر کتاب کی ابتدا، ہمزہ سے شروع ہونے والے صحابی کی مسند سے کی گئی ہے بعد ازاں ترتیبِ ابجدی پر دیگر صحابہ کی مسانید کو ذکر کیا گیا ہے۔[۹۰] مثلاً اس کتاب میں سب سے پہلے حضرت ابیض بن حمال الماری المأربی کی مسند کا ذکر ہے۔ گویا چار تقسیمات ہمیں ملتی ہیں جس کی مثال مثلاً

حماد بن سلمة، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة... وهكذا ہے۔

علامہ مِزی نے اپنی اِس تالیف میں یہ منہج اختیار کیا ہے کہ اگر کوئی صحابی کثیر الروایۃ ہے تو اس کی مرویات کو اُن تمام راویوں کے حالاتِ زندگی کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے جنھوں نے اُس صحابی سے روایت کیا اور اِن

۸۵۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، **المراسیل**، ت: شعیب الارناؤوط (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۸ھ)۔

۸۶۔ محمد بن عیسیٰ بن سورة بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی، **العلل الصغیر**، ت: احمد محمد شاکر (بیروت: دار إحياء التراث العربی، س ن)۔

۸۷۔ محمد بن عیسیٰ بن سورة بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی، **الشمائل المحمدية والخصائل المصطوية**، ت: سید بن عباس الجلیمی (مکہ مکرمہ: المكتبة التجارية مصطفی احمد الباز، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء)۔

۸۸۔ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب الخراسانی النسائی، **عمل اليوم والليلة**، ت: فاروق حمادة (بیروت: موسسة الرسالة، ۱۴۰۶ھ)۔

۸۹۔ امام مزی کے الفاظ ہیں کہ: ”كان الشروع فيه يوم عاشوراء سنة ستة وتسعين وستمائة، وختم في الثالث من ربيع الآخر سنة اثنتين وعشرين وسبعمائة“ [المزی، **تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف**، ۱: ۲]۔

۹۰۔ **تحفة الأشراف** کی ترتیب پر تفصیل دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو: محمد عبدالرحمٰن طوالبہ، مرجع سابق، ۱۸۶–۱۹۶۔

راویان کے حالات اُن کے اسما کے ترتیبِ الف بائی سے ذکر کیے ہیں۔ اسی طرح کسی صحابی سے راویت کرنے والے کسی تابعی کی روایات کی کثرت کی صورت میں بھی روایت کرنے والے جملہ تابعی اور تبع تابعی روایان کے تراجم یعنی حالاتِ زندگی کو الف بائی ترتیب سے رقم کیا ہے۔ [۹۱] رواۃ کے اس طرح ذکر کرنے کو علم مصطلح الحدیث میں "... ...." کہتے ہیں۔ [۹۲]

تحفة الأشراف میں پہلے اسما کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے، پھر کنیت کے لحاظ سے، پھر ایسے نام جو روایوں کے آباواجداد کی طرف منسوب ہیں، پھر مبہم راویوں کا ذکر ہے بعد ازاں خواتین راویوں کے حرفِ اول کے لحاظ سے اسما، کنیت، پھر مبہم راویات اور آخر میں مراسیل کو ذکر کیا گیا ہے۔

کسی ایسی حدیث کو روایت کرنے میں جو کتبِ ستہ میں موجود ہے اس کو نقل کرنے میں، امام مِزی نے **بخاری** کی اسناد کو **مسلم** سے پہلے ذکر کیا ہے۔ مسلم کی اسناد کو **سنن أبي داؤد**، سے پہلے **ابوداؤد** کی اسناد کو **ترمذی** سے پہلے اور **ترمذی** کی اسناد کو **نسائی** پر مقدم رکھا ہے۔ [۹۳] صحابہ و تابعین کی مسانید اور رواۃ کی ضخیم تعداد کے پیش نظر، راویوں کا تکرار اس کتاب میں موجود ہے، جس کی خاطر امام مِزی نے اپنی تالیف میں کچھ رموز مقرر کیے ہیں۔

(خ)	—	**صحيح البخاري**	(خت)	—	**معلقات صحيح البخاري**
(م)	—	**صحيح مسلم**	(د)	—	**سنن أبي داود**
(مد)	—	**مراسيلِ أبي داود**	(ت)	—	**شمائل الترمذي**
(س)	—	**السنن للنسائي**	(سی)	—	**عمل اليوم والليلة للنسائي**
(ق)	—	**سنن ابن ماجه**	(ز)	—	جب مصنف نے احادیث پر زائد کلام کیا ہے۔
(ک)	—	ابن عساکر پر استدراکات	(ع)		کتبِ ستہ سے لی گئی روایت [۹۴]

۹۱۔ محمود الطحان، **أصول التخريج ودراسة الأسانيد** (ریاض: مكتبة المعارف، ۲۰۰۵ء)۔

۹۲۔ عبد المهدی بن عبد القادر، **طرق تخريج حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم** (قاہرہ: دارالاعتصام، ۱۹۸۲ء)، ۲۷۷۔

۹۳۔ حمزة عبدالله المليباری، **كيف تدرس علم تخريج الحديث** (عمان۔اردن: دار الرازي، ۱۹۹۸ء)، ۹۹۔

۹۴۔ منة الله مجدی محمد، **كتاب تحفة الأشراف ودراسة عملية في كيفية التخريج منه** (مدینہ منورہ: كلية العلوم

امام مِزی نے ہر صحابی سمیت جملہ رواۃ کا ذکر حروف ِ معجم کے لحاظ سے کیا ہے، چناں چہ **تحفة الأشراف** میں مروی احادیث کی تعداد ۱۹،۵۱۹۵ ہے۔ ۹۹۵ / احادیث صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف؛ جب کہ ۴۵۰ احادیث ائمہ تابعین کی طرف منسوب ہیں۔ مکررات، کتاب کی ضخامت کی بنیادی وجہ ہیں۔ **تحفة الأشراف** کل ۹۰۵ مسانید مذکور ہیں جن کا سلسلۂ سند صحابہ تک پہنچتا ہے۔[۹۵]

کسی روایت کو نقل کرتے وقت، علامہ مزّی لفظِ 'حدیث' لکھتے ہیں، پھر اُس لفظِ 'حدیث' کے اوپر اُس کتاب کی علامت لکھتے ہیں جس سے وہ روایت لی گئی ہے، پھر متنِ حدیث کا ابتدائی جملہ (طرف) نقل کرتے ہیں پھر اُس کتاب میں مذکور اُس حدیث کی اسناد کو ذکر کرتے ہیں۔ اگر وہ حدیث، ایک سے زائد صحابہ سے تکرار کے ساتھ مروی ہو تو امام مِزی ہر صحابی سے منسوب جملہ اسناد کا متعدد بار ذکر کرتے ہیں اور اگر طرق حدیث متعدد ہوں تو کسی شیخِ مشترک پر اُن روایان کو جمع کرتے ہوئے مشترک راویان تک سند ذکر کر دیتے ہیں اور آخر میں ثلاثتُهم أو أربعتهم عن فلان... لکھ دیتے ہیں۔[۹۶]

بلاشبہ امام مِزی کی یہ تالیف تخریجِ احادیث میں اولین دائرۃ المعارف اور معجم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وقت کے ائمہ محدثین نے اس کی شروحات اور اس کے بارے میں رسائل رقم کیے۔ مثلاً امام ابن حجر نے اسی سے متعلق **النكت الظراف على تحفة الأشراف**[۹۷] لکھی۔ مزید براں **تحفة الأشراف** پر شروحات، تنقیدات، اختصارات کے حوالے سے دوسو سے زائد کتب لکھی گئیں جس کی تفصیل، محمد عبدالرحمٰن طوالبۃ کے مقالہ **الحافظ المزي والتخريج في كتابه تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف** میں درج کر دی گئی ہیں۔ یقیناً **تحفة الأشراف** کی معیاری طباعت اور کمپیوٹر پروگرامنگ نے اکثر محققین کو دِقت سے بچاتے ہوئے ان کے لیے وقت اور توانائی کی بچت کا اہم سامان پیدا کیا ہے۔

الإسلامية، جامعة المدينة العالمية،۱۴۳۲ھ)،۳۔

۹۵۔ محمد الزہرانی، **تدوين السنة النبوية** (ریاض: مكتبة دارالمنهاج والتوزيع،۱۴۳۳ھ)،۴۸۔

۹۶۔ محمد عبدالرحمٰن طوالبہ، مرجع سابق، ۲۱۔

۹۷۔ ابن حجر العسقلانی، **النكت الظراف على تحفة الأشراف** (ریاض:مكتبة الملك فهد الوطنية،۱۹۸۰ء)۔

نتائج و تجاویز

- تخریج الحدیث کا تکنیکی نظام علوم الحدیث کی تشکیل کے ساتھ ہی معرضِ وجود میں آ گیا تھا۔ جس پر دورِ تدوین کے بعد ہمیں کئی اہل علم کی کاوشیں نظر آتی ہیں۔
- معاجم کی ترتیب اور تالیف کے لحاظ سے دیگر اقوامِ عالم، اسلامی روایت پر سبقت رکھتے ہیں۔ تاریخی طور پر، بابلی، آشورائی، یونانی، چینی اور ہندو تہذیبوں میں، عربوں سے کئی صدیاں قبل معاجم کا وجود ملتا ہے۔
- مہ . ہجری اعتبار سے، عربی معاجم، چھ مکاتب میں تقسیم کی جاسکتی ہیں؛ مدرسۃ العین، مدرسۃ ا اجمہرۃ:، مدرسۃ المقاییس ، مدرسۃ الصحاح، مدرسۃ الاساس، اور مدرسۃ الموسوعیۃ
- علوم الحدیث میں 'اطراف الحدیث' کی اصطلاح ائمہ سلف کے ہاں بھی مستعمل رہی، جب پہلی صدی ہجری کی تیسری چوتھائی میں اپنے شیوخِ حدیث کے دروس کا حوالہ دینے کے لیے اُن سے مروی حدیث کے ایک حصے کو بیان کیا جاتا نیز اُن کثیر روایات کو حفظ رکھنے کے لیے پوری روایت کی بجائے اس کے کسی لفظ یا جملے کو ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا۔
- تاہم اطراف الحدیث کی اصطلاح منظم اور تصنیفی انداز میں پہلی بار امام ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی (م ۴۰۱ھ) اور امام ابو محمد خلف بن محمد الواسطی (م ۴۰۱ھ) کی اس عنوان پر تصنیفات **اطراف الصحیحین** کی صورت میں ملتی ہے۔ جن میں اطراف کی بنیاد پر تخریجِ احادیث کیا گیا اور یہی طریقہ اطراف علی الحدیث کہلاتا ہے۔
- اطراف الحدیث کے فن میں **تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف** کو خاص امتیاز حاصل ہے جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث شامی حافظ امام مِزی کی تصنیف ہے۔
- علامہ مِزی نے اپنی اِس تالیف میں یہ منہج اختیار کیا ہے کہ اگر کوئی صحابی کثیر الروایۃ ہے تو اس کی مرویات کو اُن تمام راویوں کے حالاتِ زندگی کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے جنھوں نے اُس صحابی سے روایت کیا اور اِن راویان کے حالات اُن کے اسماء کے ترتیبِ الفبائی سے ذکر کیے ہیں۔
- اسلامی مدارس و جامعات میں معاجم و اطراف کے منہج پر مزید تحقیقی کام کی گنجائش موجود ہے، تاہم اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مناسب تعارف شامل نصاب ہو۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

List of Sources in Roman Script

- Abd al Mahdi bin Abd al Qadir. *Turuq o Takhrīj-e-Ḥadīth Rasūlillāh*. Cairo: Dar al Iitesam. 1982.
- Abdul Maujud Muhammad Abd al Latif. *Kashf 'l Lisān an Asrār Takhrīj-e-Ḥadīth Syed 'l Anam*. Cairo: Maktab al Azhar. 1404 H.
- Abu Daud, Suleman bin al Ashas. *Al Marasīl*. Beirut: Moassisat al Risalah. 1408H.
- Al- Asqalani, Ibn e Hajar Ahmad bin Ali. *Itehaf al Mehra bil Fawaid 'l mubtakerah min atrāf 'l Asharah*. Al- Madinah: Mujamma Al-Malik Fahad. 1994.
- Al- Darmi, Abu Muhammd Abdullah al- Tamimi. *al- Sunan al- Dārmī*. KSA: Dar-ul-Mughni. 2000.
- Al- Ferozabadi, Majd ud Din Muhammad bin Yaqoob. *Al-Qāmūs al Muhīt*. Beirut: Moasisat al Risala. 2005.
- Al- Halabi, Nur al Din Muhammad Itar. *Minhāj 'l Naqd fī alūm al Ḥadīth*. Syria: Dar al Fikr. 1997.
- Al Jauhri, Abu Nasar Ismail bin Hammad. a*l- Ṣiḥāḥ Taj 'l Lughah wa Ṣiḥāḥ al Arbiya*. Beirut: dar al Ilm lil Malayin. 1978.
- Al- Kattani Muhammad bin Abd al Kabir. *Fahris 'l Faharis wal Asbat wa M'jama 'l M'ājim wal Mashikhāt wal Musalsalāt*. Beirut: Dar al Gharab al Islami. 1992.
- Al- Milibari Hamza Abdullah. *Kaifa Tudāris 'Ilm Takhrīj 'l Ḥadīth*. Jordan: Dar Razi. 1998.
- Al- Muzzi Yousaf bin Abd al Rehman. a*l Mintqā min 'l Fawāid 'l Hassan fi 'l Aḥadīth*. KSA: Maktaba al Ghuraba al Asriyah. 1997.
- Al- Muzzi Yousaf bin Abd al Rehman. *Tahzīb 'l Kamāl fi Asmā 'l Rijāl*. Beirut: Moassisat al Risala. 1980.
- Al- Nabelsi, Abdul Ghani bin Ismail. *Zakhair 'l Mawāris fi 'l Dalālāt a'lā Mawāzi 'l Aḥadīth*. Beirut: Dar al Kutub al Almiyah. 1998.

- Al- Nisai, Abu Abd al Rehman Ahmad bin Shoaib al Kharasani. *A'māl 'l Youm wal Lailā*. Beirut: Moassisat al Risala. 1402H.
- Al- Rimi, Jamal al Din bin Farhan. *al Hāfiz al Muzzī*. KSA: Shabka tal Uluka. 2016.
- Al- Sakhavi, Shams ud Din Abul Khair Muhammad bin Abdu l Rehman. *Fath 'l Mughīth bi Sharh 'l Fiyāt al H Ḥadīth lil Iraqī*. Egypt: Maktab al Sunnah. 2003.
- Al- Tirmazi, Muhammad bin Isa. a*l 'ilal 'l Saghīr*. Beirut: Dar Ahya al Turas al Arabi. n.d.
- Al- Tirmazi, Muhammad bin Isa. *Al Shumail al Muhammadiya wal Khaṣāil 'l Muṣtafwiyah*. Makkah: Al Maktab al Tujjariya. 1993.
- Al- Tohan Mahmood. *Usūl 'l Takhrīj wa dirāsāt 'l Asānīd*. Riaz: Makiba al Maarif. 2005.
- Al- Zahabi, Sham dud Din abu Abdullah. *Tarīkh 'l Islam wa Wafiyāt 'l Mashahīr wal Aalam*. Damascus: Dar al Gharab al Islami. n. d.
- Al- Zahabi, Sham dud Din abu Abdullah. *Tazkār tul Haffāz*. Beirut: Dar al Kitab al Ilmiyah. 1998.
- Al- Zahrani Muhammad. *Tadwīn 'l Sunnah 'l Nabwiyyah*. Riaz: Maktaba Dar al Minhaj. 1433H.
- Ibn e Hajar Al Asqalani. *Al Nukāt 'l Zarāf a'lā Tuhfāt 'l Ashrāf*. Riaz: Maktaba al Malik Fahad. 1980.
- Ibn-e-Manzoor al-Afriqi. *Lisān-'l-'arab*. Beirut: Dar Ihya al Turas al Arabi, 1988.
- Mahmood al Tahan. *Usūl 'l Takhrīj wa dirāsāt 'l Asanīd*. Cairo: Maktab al Muarif. 1996.
- Minnatullah Majdi Muhammad. *Kitāb Tuhfāt 'l Ashrāf wa dirasāt Amaliyah fi kaifiyyāt 'l takhrīj minho*. Madinah: Kulliyat al Uloom al Islamiyah. 1432H.
- Mirzwaq al Shaqiqi. *Kutub 'l Atrāf wa Kayfiyyāt 'l bahas fiha*. Riaz: Al Jamiya al Khairiya. 2016.

- Mustafa Al- Azami. *Dirasāt fī 'l Ḥadīth 'l Nabvī wa Tarīkh e Tadvīnihi*. Beirut: Al Maktab al Islami. 1980.
- Tawaliba Muhammad Abd al Rehman. *al Hafiz al Muzzi wal Takhrīj fī Kitabehi Tuhfat 'l Ashrāf bi Ma'rifat 'l Atrāf*. Oman: Dar Ammar. 1998.
- Umar bin Raza Kahala al Dimishqi. *Mo'jam 'l Moallfīn*. Beirut: Maktaba al Masna. 1422H.